AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

خطباتِ مدراس میں سیرتِ نبوی ﷺ اور مطالعۂ مذاہب کے مباحث: ایک تجزیاتی مطالعہ

Discussions of the Sīrah of the Prophet ﷺ and the Study of Religions in the Sermons of Madras: An analytical Study

Dr. Abdul Ghaffār

Assistant Professor/HOD Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara

Email: dr.abdul.ghaffar@uo.edu.pk

Dr. Aḥsan-ul-Ḥaq

Assistant Professor (Visiting), Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara

Email: ahsanulhaqest@gmail.com

Hafiz Intizar Aḥmad

Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara

Abstract

This study critically explores the intersection of Sīrah studies and the comparative study of religions as reflected in the traditional and contemporary sermons delivered in Madraas (India). Drawing upon a diverse corpus of khutabat (sermons), this analytical research highlights how the life of the Prophet Muhammad ﷺ is presented not only as a model of moral and spiritual excellence but also as a framework for engaging with other faiths in multi-religious societies. The research investigates how preachers interpret episodes from the Sīrah in light of interreligious themes—such as tolerance, dialogue, prophetic engagement with non-Muslims, and responses to theological challenges. By examining both classical and reformist discourse within madrasah sermons, the study identifies evolving approaches to religious

pluralism and comparative theology. This work contributes to the broader fields of Sīrah literature, Islamic education, and the sociology of religion by illustrating how madāris function as critical spaces for shaping Muslim perceptions of religious others through the lens of the Prophet's ﷺ biography.

Keywords: Islamic History, Biography, Writing, Favorite Subject, Interfaith Dialogue, Madras Sermons

تمہید

تاریخ اسلامی کے ہر زمانہ میں مسلمانوں نے تعلیم و تذکیر قرآن مجید کے ساتھ سیرت نگاری کو اپنا پسند موضوع بنایا۔اسی لیے دنیا کی تمام زبانوں میں سیرت طیبہ پر ادبیات کا ذخیرہ موجود ہے، بدلتے حالات کے تقاضوں کو رعایت میں سیرت نگاری کا اسلوب و آہنگ تبدیل ہوتا رہا۔ دورِ جدید میں موثر ابلاغ سیرت کے لیے خطبات، لیکچرز کا طریقہ کار خصوصا 'توسیعی خطبات' بہت اہمیت اختیار کر چکا ہے، مشاہیر خطبات اس سے پہلے بہت شہرت حاصل کر چکے ہیں جس کی تفصیل مقالہ ہذا میں پیش کی جائے گی ان ہی خطبات میں سے 'خطبات مدراس' اس اعتبار سے خاص اہمیت رکھتے ہیں کہ اس میں مطالعہ مذاہب کو تقابلی اسلوب میں بیان کیا گیا ہے۔ جس سے مولانا سید سلیمان ندویؒ کی مطالعہ فرق و ادیان پر خاص مہارت واضح ہوتی ہے عصر حاضر میں چونکہ " بین المذاہب ہم آہنگی" مکالمہ پر خاص توجہ دی جا رہی ہے تو اس ضمن میں ان خطبات کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔ مقالہ ہذا میں ان ہی مباحث کو تقابلی، تجزیاتی اسلوب میں پیش کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالی نے قران مجید بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے نازل فرمایا:

"هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ۔"[1]

اور اس کی عملی تفسیر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو قرار دیا۔

وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ[2]

اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث وسنّت سیرت امت مسلمہ کی فکری و علمی اساس ہے تمام علوم کی بنیاد انہی دو اساسات پر قائم ہے تاریخ اسلام کے ہر دور میں امت مسلمہ نے تعلیم و تذکیر قرآن مجید کے ساتھ ساتھ حدیث اور سیرت نگاری کو اپنا پسندیدہ موضوع بنایا ہے اسی لیے دنیا کی تمام زبانوں میں سیرت طیبہ پر ادبیات کا وسیع ذخیرہ موجود ہے جس کا آغاز صحابہ کرامؓ کے دفاتر احادیث سے ہوتا ہے مکمل تفصیلات کیلئے راقم کی کتاب (تدوین حدیث فنی فکری و تاریخی مطالعہ) کی طرف مراجعت ضروری ہے جس میں تدوین حدیث کے متعلقہ قدیم وجدید کتب سے خوب استفادہ کیا گیا ہے اسی طرح تدوین سیرت کا آغاز حضرت عروہ بن زبیرؒ کی المغازی سے ہوتا ہے تفصیلات کیلئے مصادر سیرت از ڈاکٹر پروفیسر ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی اور راقم کی دوسری کتاب "تدوین سیرت فنّی فکری تاریخی مطالعہ "کا مطالعہ از حد ضروری ہے یہ بات پیش نظر رہے کہ اردو زبان کا دامن اس سلسلے میں بہت وسیع ہے اردو زبان میں سیرت نگاری کا آغاز مولود ناموں سے ہوا اس اسلوب میں سیرت نگاری کا اہم نمونہ نواب صدیق حسن خان 1832ء تا 1890ء کا ہے[3]

"ریاض السیّر" محمد باقر اگاہ 1745ء تا 1805ء کی کتاب جو 1795ء سے پہلے لکھی گئی اس کتاب کو اولیّن کتاب قرار دیا گیا ہے، عصر رواں میں اردو سیرت نگاری میں متنوّع مناہج و اسالیب سامنے آئے ہیں جس کی بنیاد پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعلیمات اخلاقیات اسلامی تہذیب و ثقافت تمدّن سماجیات کو تمام دنیا میں طاقتور حیثیت حاصل ہوتی ہے "تہذیب و تمدن عہد نبوی" پر ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی کی دو کتابیں لائق مطالعہ ہیں تاریخ تہذیب اسلامی، "عہد نبوی کا تمدّن" ایسی تحقیقات ہیں جو اس سے پہلے نہ ہو سکیں، عصر حاضر میں معنویت، جدید تقاضوں اور امت مسلمہ کو درپیش چیلنجز مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے متعدد اسالیب کے ذریعے سیرت نگاری کا کام جاری ہے کتب کے جدید اردو تراجم کیے گئے، ڈاکٹر محمود احمد غازی نے "محاضرات سیرت" کے ذریعے جدید اردو سیرت نگاری کے درج ذیل اسالیب متعارف کروائے ہیں مثلاً سیرت نگاری کا روایتی اسلوب، تجزیاتی اسلوب، موضوعاتی اسلوب، عسکری پہلو، انتظامی پہلو، جدید تاریخی پہلو، کلامی اسلوب، مناظرانہ اسلوب، سیرت نگاری میں تجدیدی و احیائی رجحانات، سیرت کے جامع تر مطالعہ کا رجحان، سیرت نگاری اور مغربی اسلوب استدلال، سیرت نبوی ﷺ قرآن مجید کی روشنی میں، سیرت کانفرنسیں مجلّہ ہائے سیرت، مراکز مطالعہ سیرت۔

تحقیق کا بنیادی سوال

برصغیر پاک و ہند میں مطالعہ سیرت کے متنوع رجحانات سامنے آتے ہیں دنیا کے بڑے اہم مذاہب کی سرزمین ہونے کے ناطے بہت سا سیرتی ادب اس صنف میں سامنے آیا ہے ان میں سے نمایاں سید سلیمان ندوی کے خطبات مدراس ہیں تلاش کرنے کی اہم ضرورت ہے کہ کس طرح ان مباحث کو نمایاں کیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر سید عزیز الرحمن نے بیسویں صدی میں اردو سیرت نگاری کے مناہج و اسالیب میں تیرہ (13) اسالیب پر تفصیلات پیش کی ہیں جس میں تحقیق و تجزیاتی اسلوب، مغربی اسلوبِ تحقیق، تقابلی مطالعاتی اسلوب اور خطابتی اسلوب کو بھی شامل کیا گیا ہے جبکہ عصر حاضر میں تحقیق و تجزیہ کا اسلوب بہت اہمیت اختیار کر چکا ہے اس کی ابتداء خطبات احمدیہ از ڈاکٹر سر سید احمد خان سے ہوتی ہے انہوں نے تحقیق و تجزیہ کے ساتھ مطالعہ استشراق کی بنیاد بھی رکھی ہے بعد ازاں مولانا شبلی نعمانی نے اپنی کتاب "سیرۃ النبی ﷺ" اور خصوصاً علامہ قاضی محمد سلیمان منصورپوری نے اپنی تالیف "رحمۃ اللعالمین" کے ذریعے تقابلی مطالعہ کے اسلوب کو عروج پر پہنچایا سر سید احمد خان نے بائبل سے استفادہ کا طریقہ کار اختیار کیا، اس کو وسعت اور بامعنی مؤثر قاضی منصورپوری نے بنایا، اس کو پذیرائی ملنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سر سید احمد خان کی تفرّدات اور انفرادی آراء بہت تھیں جبکہ قاضی صاحب نے متون پر توجّہ زیادہ دی ہے سیرت النبی مولانا شبلی، سید سلمان ندوی اور رحمۃ العالمین، قاضی منصورپوری ایک ہی زمانہ میں لکھی گئی ہیں اسی اعتبار سے دونوں ہی معجزاتی و تحقیقی اسلوب سموئے ہوئے ہیں۔ یہ بات یاد رہے کہ قرآن مجید کی تفسیر کے اسالیب میں سے ایک اسلوب اقوال صحابہ کی روشنی میں قرآن مجید کی تفاسیر اور توضیح ہے صحابہ کرامؓ میں سے ایسے صحابہ بھی ہیں جو قبول اسلام سے پہلے علماء اہل کتاب تھے انہوں نے قرآن مجید کی تفسیر میں سابقہ الہامی کتب سے استدلال کیا اس شرط کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ:

لاتصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبو هم وقولوا: قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا[4]

اردو تفسیر ادب میں اس کی بے شمار امثلہ موجود ہیں۔

تاہم اس اسلوب کو تمام دنیا میں متعارف کروانے کا سہرا مجدد سیرت ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے سر ہے کہ انہوں نے مغربی مفکرین کو بھی ورطہ حیرت میں ڈال دیا(تفصیل کے لیے خطبات بہاولپور) تحقیق، تخریج، تعلیق از ڈاکٹر عبد الغفار۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیاسی زندگی اور عہد نبوی کے میدان جنگ، ڈاکٹر حمید اللہ نمایاں تالیفات ہیں ڈاکٹر خالد علوی نے "انسان کامل" میں تحقیقی و تجزیاتی اسلوب کو نمایاں کیا ہے اس اسلوب کو مولانا ثناءاللہ امر تسری نے مضبوط علمی و تحقیقی بنیادوں پر قائم کیا اس سلسلے میں ان کو امام ابن حزم 456ھ، علامہ ابن تیمیہ 728ھ، عبد الکریم شہرستانی 548ھ، مولانا رحمت اللہ کیرانوی 1891ھ، آپ نے "اظہار الحق" نامی کتاب لکھی جس کا اردو ترجمہ مولانا اکبر علیؒ نے "بائبل سے قرآن تک" کے عنوان سے کیا جو تین جلدوں میں شائع ہوا جس میں قرآن مجید کی روشنی میں بائبل کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے، شاہ ولی اللہ 456ھ، نواب صدیق حسن 458ھ، کا صحیح جانشین قرار دیا جا سکتا ہے مولانا نے سوامی دیا نند سرسوتی 1883ء کی کتاب، "ستیارتھ پرکاش" کا جواب "حق پرکاش" اور "رنگیلا رسول" کا جواب "مقدس رسول" کے نام سے دیا۔ اور تقابل ثلاثہ یعنی توراۃ، انجیل اور قرآن کا مقابلہ میں مختلف مقامات پر تینوں کتب سماویہ کا تقابل پیش کیا ہے۔ مولانا مناظر احسن گیلانی نے "النبی الخاتم" بھی اسی اسلوب پر لکھی ہے۔ اسی طرح مولانا محمد ادریس کاندھلوی 1974ء نے "سیرت المصطفیٰ" میں اور مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی 1979ء "سیرت سرور عالم" میں ادیان و مذاہب کے مباحث پیش کیے اور اسالیب سیرت پر نمایاں اثرات مرتب کیے، جسٹس کرم شاہ الازہری نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب سیرت "ضیاء النبی" میں بالخصوص اس کی جلد چھٹی اور ساتویں میں نہ صرف ادیان و مذاہب کے مباحث پیش کیے بلکہ مستشرقین کے اعتراضات کو جدید طریقہ تحقیق کے ذریعے علمی جوابات دیے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیرت نگاروں نے اس تقابلی اسلوب و مطالعہ مذاہب پر خاصی توجہ دی ہے بعض نے اس پر اپنی تالیفات کو خاص کر دیا ہے اور بعض نے باب یا جزء کے طور پر لکھا ہے۔[5]

"خطبات مدراس" کا پس منظر سمجھنے سے پہلے ضروری ہے کہ یہ بات پیش نظر رہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف انبیاء و رسل مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خطبات وعظ و نصائح بیان فرمائے ہیں اور خصوصاً خاتم الرسل والانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مختلف مواقعوں کے خطبات جیسے کوہ صفا، طائف، بیعت عقبہ اولیٰ، بیعت عقبہ ثانیہ وادی قبا، فتح مکہ، اور پھر خطبات حجۃ الوداع، کتب حدیث سیرت میں مدون ہوئے، ان خطبات سے محدثین فقہاء اہل السیرؒ نے مسائل و احکام مستنبط فرمائے اگر مذاہب کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو اس میں ہندومت کے ادب میں "اپنشد" دانشوروں اور رشیوں کے 13 خطبات کا مجموعہ بھی موجود ہے، اس طرح برصغیر کی علمی روایت بھی اسی اسلوب سے واقف رہی ہے خصوصاً نو مسلم مارماڈیوک پکتھال کے "The cultural side of islam" کے موضوع پر دیے گئے خطبات، ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے خطبات "Reconstruction of religious thought in islam" جنہوں نے نونہالان امت کی فکری بصیرت میں نمایاں کردار ادا کیا، مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی، مولانا ابو الکلام آزاد کے خطبات نے تو علمی تمہید اور تحریک کا فریضہ سرانجام دیا، ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے "خطبات بہاولپور" نے عالمی شہرت حاصل کی جس کے کئی دیگر بین الاقوامی زبانوں میں تراجم کیے گئے ہیں۔[6]

عصر رواں میں پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازی کی محاضرات سیریل اسی علمی روایت کی زندہ تعبیر ہے، علمی دنیا میں خاص شہرت کے حامل ہے جس کی وجہ سے محققین نے تحقیقی علمی روایت کو آگے بڑھانے کے لیے راہیں متعین کیں، ڈکٹر فواد سیزگین 1924 تا 2018ء کے خطبات جو ڈاکٹر خورشید الحسن رضوی کے اردو ترجمہ کی وجہ سے اردو زبان کا سرمایہ بن چکے ہیں، تاریخ تہذیب اسلامی میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ان

توسیعی خطبات میں سے اہم خطبات مولانا سید سلیمان ندوی کے "خطبات مدارس" ہیں اور یہ خطبات سیرت نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تقابلی مطالعہ کے اعتبار سے ایک بڑی کتاب اور مطالعہ مذاہب و ادیان کے اسلوب میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بڑی دستاویز بن چکی ہے۔

مولانا سید سلمان ندوی 1884ء تا 1953ء نے علوم اسلامیہ بالخصوص مطالعہ سیرت کی نشرواشاعت تالیف، تحقیق، تاریخ میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں کہ مولانا ندوی اس صف میں متقدمین اسلاف کے علمی خزائن قلم و قرطاس کے امین قرار پائے مثلاً مولانا شبلی مرحوم کی علمی وراثت و خلافت کا صحیح حق ادا کیا کتاب "سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم" کی تکمیل کی سعادت حاصل کی، علوم کی تاریخ و فنون پر متعدد کتب تخلیق کیں متنوّع موضوعات پر علمی نگارشات علمی تحقیقی اسلوب میں تجزیہ و تحلیل کے ساتھ پیش کیں۔ قرآنیات میں جغرافیہ قرآنی پر "ارض القرآن" سوانح نگاری میں حضرت امام مالکؒ کی سوانح حیات "سیرت عائشہؓ" آپؓ کی فقاہت و بصیرت کی بے شمار مثالیں اس کتاب میں پیش کی گئی ہیں۔ اپنے استاذ گرامی کی سوانح "حیات شبلی" سوانح لکھی۔ لغت زبان و ادب پر "لغات جدیدہ" کے نام سے کتاب لکھی۔ ان میں سے آپ کی علمی تحقیقی زندگی کا نچوڑ "خطبات مدراس" جو آپ نے مطالعہ مذاہب اور سیرت نویسی کے تقابلی رجحان کے منہج و اسلوب کے مطابق توسیعی خدمات کے طور پر اکتوبر 1925 سے نومبر 1925 میں مسلم ایجوکیشن ایسوسی ایشن آف نارتھ انڈیا کی دعوت پر 8 خطبات ارشاد فرمائے ان خطبات کے برصغیر کے ادب سیرت میں نمایاں تبدیلیاں پیدا کیں اور محققین علوم ادیان و مذاہب اور سیرت کے لیے نئے گوشے متعین کئے خطبات کے عناوین سے یہ موقف عیّاں ہے۔

1. انسانیت کی تکمیل صرف انبیاء کرامؑ کی سیرتوں سے ہو سکتی ہے۔
2. عالمگیر اور دائمی نمونہ عمل صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت ہے۔
3. سیرت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا تاریخی پہلو
4. سیرت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کاملیت
5. سیرت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جامعیت
6. سیرت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عملیت یا عملی پہلو
7. پیغمبر اسلام ﷺ کا پیغام
8. پیغام محمدی ﷺ (ایمان اور عمل)

اب کچھ بطور مقدمہ و تمہید "خطبات مدراس" "سیرت النبی ﷺ کی عصری معنویت اور مختلف پہلوؤں کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے تاکہ خطبات کے مطالعہ کے دوران ان پہلوؤں کو مدّ نظر رکھا جائے یہ بات پیش نظر رہے کہ خطبات مدراس" دراصل سیرت نبوی ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر مولانا سید سلیمان ندوی کے دیے ہوئے آٹھ لیکچرز ہیں بعد ازاں انہیں "خطبات مدراس" کے نام ہی سے کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ اپنی خاص علمی شہرت کی وجہ سے یہ خطبات ایک کتاب سیرت کی شکل اختیار کر چکے ہیں، اور اب یہ خطبات سیرت کی اہم کتابوں میں شامل ہیں، جس طرح علامہ شبلی نعمانی کی سیرہ النبی ﷺ ایک بے مثال کتاب ہے، ایسے ہی خطبات مدراس اپنے موضوع اور اسلوب کی ندرت کی وجہ سے ایک بے بدل کتاب ہے۔ چنانچہ اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کے ہندی، انگریزی اور عربی زبانوں میں ترجمے کیے گئے ہیں۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ سید مولانا سلیمان ندوی اکتوبر نومبر ۱۹۲۵ء میں بعض دینی حمیت رکھنے والے اور صاحب خیر حضرات کی دعوت پر مدراس

تشریف لے گئے تھے اور وہاں کے لال ہال، میں ہر ہفتہ بعد نماز مغرب اور بعض وقت ہفتہ میں دو دفعہ یہ خطبات دیے۔ اس طرح یہ کل آٹھ خطبات اکتوبر ۱۹۲۵، کے پہلے ہفتے سے شروع ہو کر نومبر ۱۹۲۵ء کے اخیر ہفتہ میں ختم ہوئے۔ سید مولانا سلیمان ندوی خطبات مدراس کے دیباچہ میں لکھتے ہیں: سیٹھ حمید حسن صاحب ناظم مجلس کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے خطبات کے لیے ہر قسم کا اہتمام، اعلان اور ان کے انگریزی ترجمہ کا کام انجام دیا۔۔۔ غیر مسلم اصحاب بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے حقیقت کی جستجو کے لیے ان جلسوں میں شرکت کی۔"[7] مولانا سید عروج احمد قادری "ماہنامہ زندگی" نے تو ان خطبات کا بڑا جامع تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے: یہ آٹھ تقریریں در اصل آٹھ کتابیں ہیں، خطبات مدراس میرے نزدیک صنعت ایجاز کا ایک نادر نمونہ ہے۔ اگر انہیں صنعت اطناب میں منتقل کیا جائے تو ہر خطبہ ایک کتاب بن سکتا ہے"۔

یہ خطبات اس قدر علمی اور زور دار تھے کہ مقامی اخبارات کے علاوہ انگریزی اخبار "دی ڈیلی ایکسپریس نے ان کا خلاصہ ہر ہفتہ شائع کیا۔ سید صاحب ان خطبات کا آغاز یوں کرتے ہیں:

حضرات! آج پندرہ برس کے بعد مجھے موقع ملا ہے کہ میں آپ کی تعلیمی انجمن "مسلم ایجوکیشنل ایسوسی ایشن آف سدرن انڈیا کی طلب پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور یہاں آپ کے سامنے سیرت نبوی پیغمبر اسلام کے مختلف پہلوؤں پر خطبے دوں، آٹھ خطبے ہوں گے جن کی ترتیب یہ ہو گی۔

1. انسانیت کی تکمیل صرف انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرتوں سے ہو سکتی ہے۔
2. عالم گیر اور دائمی نمونہ عمل صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہے۔
3. سیرت نبوی ﷺ کا تاریخی پہلو
4. سیرت نبوی ﷺ کی کاملیت
5. سیرت نبوی ﷺ کی جامعیت
6. سیرت نبوی ﷺ کی عملیت
7. اسلام کے پیغمبر کا پیغام
8. ایمان اور عمل

یہ حقیقت ہے کہ اس طرح کے سنجیدہ اور باوقار موضوع پر خطبات کا یہ سلسلہ جب یہ خطبات دیے گیے تھے دوسرے صوبوں کے نوجوانوں کے لیے پہلا قدم تھا جیسا کہ سید صاحب لکھتے ہیں " مدراس نے اپنے نوجوان فرزندوں کو ایک سلسلہ "خطبات اسلامیہ" کے ذریعہ مذہب اسلام سے واقف کرانے کا جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ یقیناً ہندوستان کے صوبوں میں ہماری اسلامی تعلیمی انجمنوں کا اس راہ میں پہلا قدم ہے ۔ مدراس کی سرزمین پورے ہندوستان میں سب سے پہلا صوبہ ہے جہاں اسلام کی شعائیں سب سے پہلے چمکیں اور یہ اس وقت ہوا جب ہندوستان کے کسی گوشہ میں بھی اسلام کے کسی سپاہی کا قدم نہیں پڑا تھا۔۔۔ مدراس کی ایک اسلامی تعلیمی انجمن کی اس قابل رشک سبقت پر کوئی تعجب نہیں ہے کہ "مدراس" کو اسلام کی خدمات میں پہل کرنے کا تاریخی حق آج سے نہیں بلکہ تیرہ سو برس پہلے سے پہنچتا ہے، امید ہے کہ دوسرے صوبوں کی اسلامی انجمنیں اس کی تقلید کریں گی۔

ان تمام خطبات کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان تمام میں ایک منطقی ربط ہے، اگرچہ مولانا مرحوم نے انہیں سرسری طور پر مرتب کیا تھا لیکن سوچ سمجھ کر مرتب کیا ہے اس لیے منطقی ربط اس میں موجود ہے۔بقول مولانا سید عروج احمد قادری۔

"منطقی ربط کے معنی یہ ہیں کہ غور وفکر کرنے والے قاری کے سامنے جب ایک عنوان پر معلومات وخیالات آجاتے ہیں خود بخود دوسرے عنوان کی ضرورت محسوس ہونے لگتی ہے۔"

پہلا عنوان یہ ہے مثال کے طور پر "انسانیت کی تکمیل صرف انبیاء علیہم السلام کی سیرتوں سے ہوسکتی ہے۔" اس خطبے سے متعدد دلیلوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ انسانوں میں جتنے طبقات پائے جاتے ہیں، ان میں انبیاء کرام کے سوا کوئی دوسرا طبقہ ایسا نہیں ہے جن کی سیرتیں انسانیت کی تکمیل کرسکتی ہوں۔اس کے بعد قاری کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں انبیاء ورسل کی تعداد بے شمار ہے، انسان ان میں کس نبی کو اپنا آئیڈیل بنائے؟ اس سوال کا فوری جواب خطبہ نمبر ۲ میں مل جاتا ہے یہی معنی میں منطقی ربط ہے کیوں کہ قرآن مجید قیامت تک انسانوں کے لیے کتاب ہدایت ہے، اس نے صاف طور پر یہ اعلان کردیا: " لقد کان لکم في رسول الله اسوة حسنة"[8] یعنی عالم گیر اور دائمی نمونہ عمل صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اسلام کی سیرت ہے۔ یہ ایک دعویٰ ہے، اس کے ثبوت میں بعد چار خطبات پیش کیے گئے ہیں، وہ بالترتیب یہ ہیں۔ سیرت نبوی کا تاریخی پہلو، اس کی کاملیت، اس کی جامعیت اور اس کی عملیت۔ ان خطبات کا استدلالی رنگ یہ ہے کہ انسانیت کی تکمیل صرف اسی سیرت سے ہوسکتی ہے جس ذات گرامی میں یہ چاروں شرائط پائی جاتی ہوں۔ سید مولانا ندویؒ نے تقابلی اسلوب میں پیش کیا ہے یہ چاروں خصوصیات صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت میں پائی جاتی ہیں۔[9]

اس کتاب میں بہت سے غیر مسلم دانش وروں کے بھی کافی حوالے پیش کیے گئے ہیں۔ مثلا مشہور جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر جو ۱۸۵۴ء اور اس کے بعد تک ہندوستان میں حکومت برطانیہ میں علمی و تعلیمی بھی شعبہ کے متعلق تھے، ان کا دعویٰ ہے کہ وہ پہلے یورپین شخص ہیں جنھوں نے (خاص ابتدائی عربی ماخذوں سے "لائف آف محمد لکھی ہے اور مخالفانہ لکھی ہے۔ وہ بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں: کوئی قوم دنیا میں ایسی نہیں گزری، نہ آج موجود ہے، جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو، جس کی بدولت آج پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔

اس کے بعد دوسری شہادت مارگولیس جو آکسفورڈ یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر تھے، ان کی لکھی ہوئی سیرت محمد ہے، جو انتہائی منفی (Nagative) انداز میں لکھی گئی ہے۔اس کے باجود اس کتاب کے، مقدمہ میں اس حقیقت کا اعتراف ہے۔"محمد کے سوانح نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے، جس کا ختم ہونا ناممکن ہے، لیکن اس میں جگہ پانا عزت وشرف کی بات ہے۔"

یہ اس بات کی گواہی ہے کہ "الفضل بما شهدت الاعداء" یعنی فضیلت یہ ہے کہ دشمنوں کو بھی اس کا اعتراف ہو۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی ہر دور اور ہر شخص کے لیے مشعل راہ ہے"۔۔اگر تم دولت مند ہو تو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو، اگر تم غریب ہو تو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ منورہ کے مہمان کی کیفیت سنو، اگر تم بادشاہ ہو تو سلطان عرب کا حال پڑھو۔۔"

علامہ سید سلیمان ندوی جیسے عظیم سیرت نگار کے خطبات مدراس کی سید عروج احمد قادری نے ان بلند الفاظ میں مدح سرائی کی ہے۔:

علامہ سید سلیمان ندوی کا ہر خطبہ، ایک مرصع غزل کی حیثیت رکھتا ہے اس لیے اس میں کچھ لینے اور کچھ چھوڑنے کی گنجائش نہیں ہے۔

ساتواں خطبہ: 'پیغمبر اسلام کا پیغام ہے، اس میں یہ پیغام دیا گیا ہے کہ ہر مذہب کے دو جز ہیں، ایک کا تعلق دل سے ہے، اور دوسرے کا ہاتھ، پاؤں اور دیگر اعضاء یا انسان کے مال و دولت سے ہے۔ پہلے کو ایمان اور دوسرے کو عمل کہتے تھے۔

آخری خطبے کا خاتمہ اس طرح کیا گیا ہے اور نوجوان ملّت کے نام اہم پیغام دیا ہے۔

نوجوانو مجھے صفائی کے ساتھ یہ کہنے دو کہ خاموشی، سکون، خلوت نشینی اور منفردانہ زندگی، اسلام نہیں ہے، اسلام جدوجہد سعی و عمل اور سرگرمی کا نام ہے، وہ موت نہیں حیات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔[10] اسلام سرتاپا جہاد ہے اور مجاہدہ ہے لیکن خلوت میں بیٹھ کر نہیں بلکہ میدان میں نکل کر۔۔۔۔ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اسلام کا پیغام بودھ کے پیغام کی طرح ترک خواہش نہیں ہے، بلکہ تصحیح خواہش ہے۔ مسیحیت میں دولت و قوت کی تحقیر ہے، لیکن ان کے حصول اور صرف کے طریقوں کی درستی اور اس کے صحیح استعمال اور مصرف کا تعین ہے۔" ان خطبات کا نچوڑ ایک جملہ میں سید صاحب نے یوں ادا کیا ہے: "انسان کانوں سے نہیں بنتا، آنکھوں سے بنتا ہے۔ یعنی دنیا کے سامنے عملی نمونہ ہونا چاہیے جو سراپا عملی کردار کا سراپا مجسم ہونا چاہیے۔

ان خطبات کے ذریعے واقعتاً ایک عملی کیفیت و تحریک پیدا ہوتی ہے جس سے مطالعہ سیرت النبی ﷺ کا انقلابی رجحان بھی سامنے آتا ہے اور مطالعہ و عمل کی نئی راہیں، افق New Horizons کھلتے ہیں۔

خلاصہ بحث

یہ تحقیق سید سلیمان ندوی کی معروف تصنیف خطباتِ مدراس کو مرکزِ مطالعہ بناتے ہوئے اردو ادب اور سیرت نگاری کے تناظر میں مذاہب کے تقابلی مطالعے پر مبنی مباحث کا تجزیہ پیش کرتی ہے۔ سید سلیمان ندوی، بیسویں صدی کے اوائل میں برصغیر کے ان ممتاز مسلم مفکرین میں شمار ہوتے ہیں جنھوں نے دینِ اسلام کی علمی اور فکری تفہیم کو عصری تقاضوں کے مطابق پیش کیا۔ خطباتِ مدراس میں انہوں نے سیرتِ نبویؐ کے حوالے سے مختلف مذاہب، خاص طور پر مسیحیت، ہندومت اور جدید مغربی افکار کا تقابلی جائزہ پیش کیا۔ اس مطالعے میں ان کی اسلوب نگاری، علمی دیانت، ادبی خوبیوں اور بین المذاہب مکالمے کے اصولوں کو بھی زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ یہ تحقیق اس بات کو اجاگر کرتی ہے کہ کس طرح سید سلیمان ندوی نے اسلامی سیرت نگاری کو بین المذاہب فہم و بامعنی مکالمے کا ذریعہ بنایا، اور اردو ادب کو ایک علمی و فکری عمق عطا کیا۔

سفارشات

1. عصرِ رواں میں "عالمگیریت" Globalization کی وجہ سے یہ دنیا Global Hutt بن چکی ہے تکیثری سماج کا زمانہ ہے Hyberd learning اور Information Technology کی وجہ سے Learning Tools بدل چکی ہیں۔ ان حالات میں

پیغام سیرت کے فروغ و نشر و اشاعت کے لیے کام کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ نسل نو کی تعلیمات سیرت طیبہ کے مطابق تربیت ہو سکے۔

2. سیرت نگاران کی یہ بنیادی ذمہ داری بنتی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حیات طیبہ کے تفوّق کو جدید تحقیقی اُسلوب کے مطابق سائنٹیفک انداز میں تحقیقات علمیہ کو پیش کیا جائے خطبات مدراس کو نئے آہنگ، جدید تحقیقی اُسلوب کے مطابق پیش کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

3. الحاد، لادینیت کا بڑھتا ہوا فروغ جس میں مسلم معاشرے تیزی سے متاثر ہو رہے ہیں اصل ضرورت ہے کہ اپنے اسلاف کے اُس اُدب کو جدید تحقیق کے مطابق منظر عام پر لایا جائے کہ وہی اُدب ہے جس نے ان حالات میں اُجالے کا کام کیا تھا آج بھی اسی سے روشنی اُجالا پیدا ہو گا۔

4. اسکولز، کالجز، یونیوسٹیز، ادارہ جاتی سطح پر مطالعہ سیرت النبی ﷺ کی نئی جہات متعارف کروانے کے لیے توسیعی خطبات منعقد کیے جائیں جس سے مطالعہ سیرت میں وسعت پیدا ہو گی۔

حوالہ جات

[1] آل عمران:138

[2] النحل:44

[3] الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریۃ اسی طرح بلوغ العلی فی معرفۃ الحلی۔ دونوں اردو زبان میں شائع ہوئے باقاعدہ نثر کی صورت میں پہلی کتابیں ہیں۔

[4] بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر القرآن، باب قُولُوا آمَنَّا، دار السلام للطبع والنشر، الریاض، 1999ء، حدیث 4458

[5] مجیب اللہ ندوی، اسوہ حسنہ، تاج کمپنی دہلی، 2000ء، ص 111

[6] ڈاکٹر محمد اسماعیل، جدید ہندوستان میں اردو سیرت نگاری، کتاب سرائے، لاہور، 2019ء، ص274

[7] ندوی، سید مولانا سلیمان، خطبات مدراس، ص ۷

[8] ۔الاحزاب:21

[9] ڈاکٹر محمد اسماعیل، جدید ہندوستان میں اردو سیرت نگاری، ص278

[10] النجم: 39